

اخبار نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۰) مطبوعہ ۵ مارچ ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

سٹوڈنٹ والنٹیر موومینٹ کی

کانفرنس کے جلسے ۲۵ فروری سے لیکر ۲۸ فروری ۱۸۹۷ء کی شام تک لاہور - فورمن کرسچن کالج کے ہال میں ہوتے رہے - پچھلے سال کی کانفرنس سے زیادہ لوگ اس سال کے جلسوں میں شریک ہوئے - ہال بالکل بھرجاتا تھا - دن میں تین دفعہ جلسے ہوتے رہے - حاضرین کو بڑا فائدہ ہوا - آخری دن بہتوں نے اپنی اپنی شہادتوں سے ظاہر کیا کہ ہمیں اس کانفرنس میں آنے سے بہت سے فائدے حاصل ہوئے - کتنوں نے نئی زندگی حاصل کی - کتنوں نے اپنے دل کی حالت کو ایسی طرح سے پہچان لیا کہ جیسا پہلے کبھی نہ پہچانا تھا - کتنوں نے جان لیا کہ انہوں نے ابھی تک اپنے تئیں پورے طور سے خدا کے حوالہ نہیں کیا ہے - ان کے دل کا بہت سا حصہ یا کچھ حصہ ابھی اپنے قبضہ میں ہے - کتنوں نے خوب سوچ اور فکر کے بعد اپنے تئیں بالکل خدا کے ہاتھ میں سونپ دیا - ڈاکٹر وائٹ صاحب کی ان وعظوں نے جو انہوں نے کلام کے مطالعہ اور دعا کی نسبت دی حاضرین پر بڑا اثر کیا - حاضرین کے سامنے کلام کی خوبیاں اور پڑھنے کے طریقے ایسے اچھی طرح سے پیش کئے گئے کہ جس سے خواہ نخواہ ہر ایک دل سے یہہ دعا نکلتی تھی کہ خدایا فضل بخش کہ میں تیرے قیمتی کلام کو اپنی روح کی خوراک کیلئے ویسا ہی ضروری سمجھوں جیسا کہ جسم کیلئے جسمانی خوراک کو سمجھتا ہوں - ہمارا ارادہ ہے کہ ناظرین کے فائدے کیلئے آئندہ کسی وقت کانفرنس کی کارروائی اور وعظوں کا خلاصہ شائع کریں -

پہلی مارچ کو نولکھا پرسبٹیرین چرچ لاہور میں پنجاب سنڈے سکول یونین کا جلسہ منعقد ہوا - تاکہ چند ضروری امور پر غور کیا جاوے - اس سال کیلئے نئے افسر اور کمیٹیاں مقرر کی گئیں قرار پایا کہ اس سال میں کسی وقت ایک کنونشن منعقد کی جاوے - شام کو ایک عام جلسہ ہوا جس میں لودیانہ سنڈے سکول کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایم وائلی صاحب نے حاضرین کو نمونے کے طور پر گزشتہ سال کے سنڈے سکول کے دو سبقوں کی تشریح کیلئے الگ الگ دو تصویریں دکھلائیں - ان کا قاعدہ ہے کہ وہ عموماً اپنے سکول کے طالبعلموں کو تصویر کے وسیلے سے سبق کی تشریح کرکے دکھلایا کرتے ہیں - اس سے ان کے سکول کے طالبعلموں کو بہت فائدہ پہنچا ہے اور تصویر کے وسیلے سے سبق کو اور ان نتیجوں کو جو سبق سے نکالے جاتے ہیں یاد کرنے میں بہت آسانی ہوتی ہے - اور لڑکے بڑی آسانی سے اپنی پوری توجہ اسکی طرف لگا سکتے ہیں - اس جلسے میں یہہ تجویز بھی ہوئی ہے کہ گذشتہ تین سال کے سنڈے سکول کے پرچوں سے ایسے سبق تیار کئے جاویں کہ جو خاص کر غیر مسیحی طالبعلموں کیلئے مفید ہوں

سچی ہمدری کس کو کہتے ہیں

ہمارے ملک پر قحط اور وبا کے سبب سے جو مصیبت آرہی ہے اور ہزاروں لوگ مر رہے ہیں اس کا حال آجکل سب جانتے ہیں بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے مگر افسوس ہے ہمارے ملک کے دولتمند لوگوں نے جس قدر انکو کرنا چاہئے تھا یا جسقدر خرچ کرنیکی توفیق رکھتے ہیں - اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے اتنا روپیہ خرچ نہیں کیا نہ صرف یہہ کہ ہمارے دولتمند ہندو اور محمدی اپنے ہم مذہبوں کو فاقہ کشی سے بچانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ جب کبھی کوئی مسیحی ان میں سے کسی کو جو فاقہ سے مر رہا ہے ترس کر کے بےوقت موت سے بچانے کیلئے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے تو وہ بجائے اس کے کہ شکرگذاری کا اظہار کریں الٹا اس پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں - اپنے ہم مذہبوں کو فاقہ سے بچانے کیلئے تو ایک کوڑی تک بھی خرچ نہیں کرتے مگر اس رحمدل مسیحی کو جیل خانے میں پہنچانے کیلئے سیکڑوں کیا اگر ضرورت ہو تو ہزاروں روپیہ خرچ کر دینے کو تیار ہیں - اس ملک کے ہندو گاؤکشی ..

ہم ہیں کہ جو بالحاظ مذہب اور قوم کے یکجائی ہو +

نورافشاں

پادری - اے - ایچ - یونگ صاحب - ایم - اے - اکیٹ یٹر

پادری - جی - ایل ٹھاکرداس صاحب ٭ پادری - ایچ گولکناتھ صاحب ٭ مسٹر ایم - این رلیارام صاحب - بی - اے ٭ پادری طالب الدین صاحب بی - اے ٭ پادری - پی - سی اوپل صاحب | اسسٹنٹ ایڈیٹرز

مسیحی مذہب کی عالمگیر تاثیرات

ڈاکٹر ہیروز صاحب یہہ بات ثابت کرکے کہ کسی مذہب کا اندازہ اس کی اعلیٰ تعلیمات ہی پر مبنی نہیں ہے - مندرجہ بالا عنوان مضمون میں مطلع کرتا ہے کہ برعکس اس کے کسی مذہب پر صرف اُن کی غلطیوں اور نقصوں سے بھی اپنی رائے قائم کرنے کی غلطی میں نہ پڑجانا چاہئے - پس اس کے ثبوت سے ہم ڈاکٹر ہیروز صاحب کا یہہ مضمون ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ٭ (اڈیٹر)

لیکن اور بھی احتیاطوں کی ضرورت ہے - ایک یہہ ہے کہ کسی مذہب پر صرف اُس کی غلطیوں اور نقصوں سے رائے قائم کرنی نہ چاہئے خواہ ہنددمذہب ہو یا بدھ خواہ محمدی مذہب ہو یا ادنیٰ قسم کی بُت پرستی -

ضرورت نہیں ہے کہ آپ کو بتلایا جاوے کہ یہہ بُرائیاں مسیحی مذہب کے بنیادی قانون کی آئین شکنیاں ہیں یعنے اُس قانون محبت کی جو خدا اور انسان کی طرف ہے -

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیح خود اپنی زندگی اور روح اور تعلیم میں ہمارے ایمان کا خلاصہ ہے - وہ ہم کو خدا کے باپ ہونے کی تعلیم دیتا ہے اور اُس کو ایک حقیقت ثابت کرتا ہے - وہ ہم کو خدا کے روح ہونے کی تعلیم دیتا ہے اور ہم کو محض ظاہر پرستی سے چھٹکارا دیتا ہے - وہ ہم تک خدا کی صداقت کی تعلیم پہنچاتا ہے اور ہم کو منع کرتا ہے کہ بدی کو دل میں جگہ نہ دیں - وہ اپنی زندگی سے محبت کی فوقیت سکھلاتا ہے اور خود نثاری کی روح کو ظاہر کرتا ہے -

اگر مسیحی مذہب کے نقطہ چین اناجیل کی لیاقت اور اُس کے اخلاقی اصولوں پر غور کریں تو وہ زیادہ صحیح خیال حاصل کریں گے - کیمیاگر جو کہ زہریلی ہوا میں تجسس کرے اغلباً صاف ہوا کی خاصیتوں کو نہ معلوم کرے گا - فرض کرو کہ سائنس کا کوئی نیم حکیم ذیل کے تجربے حاصل کرے - وہ شام کو لمپ کے پاس بیٹھا ہے اور ہوا کا ایک جھونکا لمپ کو بجھا دیتا ہے تب وہ بازار میں پھرتا ہے اور ٹھنڈی ہوا اُس کو ٹھٹھراتی ہے - پھر وہ ایک پہاڑ پر چڑھتا ہے اور لطیف ہوا اُس کی دم کشی کو مشکل کردیتی ہے - وہ سمندر پر عبور کرتا ہے ایک سخت طوفانی ہوا جہاز کو خطرہ میں ڈالدیتی ہے - وہ انگلستان کے ایک کوئلہ کی کان میں اُترتا ہے وہاں کی زہریلی ہوا اُس کی جان کو خطرہ میں ڈالتی ہے وہ روم شہر کے کیمپیا میدان میں گذر کرتا ہے ایک مہلک ہوا اُس کے زور کو گھٹا دیتی ہے - وہ کوہ وسوئیس کے اندر جھانکتا ہے تو گندھکی ہوا کا ایک جھونکا قریباً اُس کے دم کو گھونٹ دیتا ہے - اُس کے بعد وہ اپنے گھر کو واپس جاتا ہے اور ہوا میں اپنے پُرتکلیف تجربوں کو سوچ کرکے وہ عوام کے سامنے علانیہ اپنے یقین کو کہہ سناتا ہے کہ ہوا دنیا کے لئے بڑی لعنت ہے - اِس بات کو بیوقوف سنتے ہیں اور اُس کو آفرین کہتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ معلوم شدہ زمانہ کے آغاز سے انسان اِس فراخ ہوائی سمندر میں حرکت کرتا اور رہتا چلا آیا ہے اور بغیر اُس کے تمام زندگی مرجاتی ہے - موت زندہ ہوجاتی ہے - مذہب وہ فضا ہے جس میں انسان زندہ رہتا ہے اور بجائے اس کے کہ ہم اُس کو چھوڑدیں ہم اچھی طرح برداشت کرسکتے ہیں فتنہ کی لطیف ہوا اور تعصب کے سرد دانت اور زہریلے توہم کے مقابلہ نجات کی -

میں اِس بحث کو پیش کرتا ہوں اور اِن کیفیتوں کو نہ صرف مسیحی مذہب کے حق میں پیش کرتا ہوں بلکہ اوّل غیر مذاہب کے حق میں بھی جو مسیحی مذہب سے باہر ہیں ڈاکٹر مارٹن صاحب شہر پیکنگ میں امپیریل یونیورسٹی کے پریزیڈنٹ ہیں تھوڑے دن گذرے یوں لکھا ہے - "غیر مسیحی دنیا کے سخت منجمد منطقوں میں بھی گرم ہوا کی لہریں سورج کی طرف اُٹھتی ہیں اور مسیحی ملکوں کی زیادہ گرم روحانی فضا میں کیا سرد لہریں نہیں ہیں جو ہم کو یعنے خدا سے دور ہوتی ہیں" اور وہ یہہ بھی لکھتے ہیں - "یہہ فرض کرنا غلطی ہے کہ روح القدس اپنے عملوں کو صرف مسیحی صورتوں میں کرتی ہے - غیر مسیحی ملکوں میں اُس کی حضوری اُس برقی رقیق کی مانند ہے جو کہ فضا میں ہوتا ہے - حالانکہ مسیحی ملکوں میں برقی کی مانند ہے جو کہ تاروں کے جال میں دورہ کرتا ہے - اور اُس کے چھونے کا جواب روشنی - حرارت اور طاقت پیدا کرنے سے

ایک مذہب کو بخوبی جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اُس کی بنیادی باتوں اور عملی طاقتوں اور نیز اُن نتیجوں کو جو اُس کے متعلق ہوں - یہہ بھی ضرور ہے کہ ہم معلوم کریں کہ اُس کے جائز پھل اور اُس دین کی تواریخی ترقی کے کون کون سے اور حادثات ہیں - دیگر اسباب بھی مذہب کے ساتھ ملکر کام کیا کرتے ہیں اُن کی طاقت کا بھی اندازہ کرنا چاہئے - ہم اِس بات سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مسیحی مذہب کا کسی اور مذہب کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے آزمائشوں کے کسی سلسلے کے ذریعے جو ہم کو صحیح نتیجہ کے نکالنے میں مدد دے سکے - اِن آزمائشوں میں ہر ایک مذہب کی بنیادی اور اخلاقی اور روحانی باتیں شامل ہونی چاہئیں اور نیز نامکمل اور بُری تعلیمات اگر ایسی ہوں اور ہر ایک کی روحانی طاقتیں جن کے ذریعہ سے اُن کے کامل نمونے حاصل کئے جاتے ہیں اور عمدہ نتائج جو ہر مذہب دکھا سکتا ہے اور وہ باتیں جن میں اُس کے کام کے اوسط نتیجے کہو نگا زمانہ دراز میں لوگوں کے بڑے گروہ پر پائی جاتی ہیں اِس کے اصلی رشتے شائستگی علمی ترقی آزادی اور ترقی عام سے - اِس طرح سے معلوم ہوگا کہ امتیاز کرنے والی قوتِ فیصلہ کی ضرورت ہے ایسے بڑے مکمل مضمون کے



تحقیق کرنے کے لیے جیسا کہ مسیحی مذہب کے دور دراز اثر ہیں بمقابلہ اثرہائے دیگر مذاہب -

چونکہ آغاز میں یہہ ایک نفرتی وہم خیال کیا گیا پس قدیم قوموں میں سے نہایت نفرتی اور حقیر قوم کے رہنماؤں نے اس کو حقیر جانا - اور یونان کے فلسفہ دان نے اس سے گھِن کی - اور مغرور جنگی رومیوں کو نقصان دہ معلوم پڑا - اِس لیے ہم اِس بات پر متحیر نہیں ہوتے ہیں کہ مسیحی مذہب کے پہلے شاگردوں پر بے رحمی سے حملہ کیا گیا اور جب اُن کی فتحیں پھیلتی گئیں اُن کو ستانا اور بھی زیادہ مہلک ہو گیا - تو بھی باوجود یہودی اصل کے اور باوجود اس کے بلا شرکت غیری کے دعویٰ کہ یہہ تب بھی یہہ طلب کرتا تھا جیسا کہ اب طلب کرتا ہے کہ اور سب انتظاموں کو جو نجات کے وسیلے سمجھے جاتے تھے ترک کرے) اور باوجود بت پرستی - ناپاکی اور بے انصافی سے اُس کی سخت دشمنی کے ہم یہہ معلوم کرتے ہیں کہ یسوع کا مذہب اپنے بہت بُت پرست دشمنوں کی شکور مخ سے مبارک کہا جا کر تاریکیہ مُردہ خانوں اور تماشاگاہ کے خون آلودہ ریگ سے فتحمند اٹھکر انسانی طاقت - شرارت اور دشمنی کے سب سے بڑے مجموعہ پر جسکا کلیسیا کو مقابلہ کرنا پڑا یعنے سلطنت روم پر آخری فتح حاصل کی - آخرکار ہم اس کو انکول سندر عدالت گاہ - لشکرگاہ - اور گھر میں فتحمند پاتے ہیں - رومی بُت پرستی سے مسیحی جنگ وجدل کا بیان پڑھنا اور اِن باتوں کو یاد کرنا انسان کے روحانی طاقت کے بارے میں ایمان کو تقویت بخشتا ہے کہ نہ تو نیرو اور مارکس آرلیس اور ڈایوکلیشین اور نہ ٹریجن کے پُر عداوت قوانین اور نہ وہ سب کامیابیاں جو کہ تہمت اور دشمنی حاصل کر سکیں کلیسیا کے شعلہ گوپر رودہ ترقی کو روک سکے - صرف روحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اور اپنے سینے کو ہلاک کرنے والے کی برچھی کے سامنے کرکے اُس نے اپنے بادشاہ مسیح کی گواہی دی - مؤرخ یوں لکھتا ہے کہ وہ سخت عذاب کے وقت تھے خاص کرکے ڈیسیس کے دو سال اور ڈایوکلیشین کے دس سال جب کہ طاقتور رومی سلطنت تماشاگاہ کے دروازوں کو بند کرکے مسیحی کلیسیا کے مقابلہ پر اکھاڑے میں کود پڑی پر جب دروازے کھولے گئے تو فتحمند کلیسیا اپنی مقدسانہ پیشانی پر خون کا بپتسمہ لیکر اور اپنے خوبصورت سفید بازوؤں پر ایک نئی مسیحی سلطنت کو اُٹھائے ہوئے نکل پڑی *

لیکن مسیحی مذہب خمیر اور تخم دونو کا کام دیتا رہا ہے - اس کا کام نہ صرف پھیلانے اور اس کی بادشاہت کو زمانہ بزمانہ بڑھاتا رہا ہے بلکہ اس کا کام روحانی اور زور دار رہا ہے -

جرمنی کی قومیں اُس سلطنت پر حملہ آور ہوئیں اور سیکی ستا دا اور جرمنی کے وحشی لوگ ایک دوسرے کے سامنے ہوئے - اور یہہ کہا جا سکتا ہے کہ دس صدیوں تک بلکہ اُس سے زیادہ مسیح کی کلیسیا خوفناک طرح سے روم کی خرابیوں کے ساتھ اور نیم شائستہ وحشیوں کی تندیوں میں مبتلا رہی جو کہ آج کے دن کی یورپ کی خاص قوموں میں پھیلی ہوئی تھی -

ہم مسیحی مذہب کی بہت ہی ٹھیک واقفیت جب حاصل کرتے ہیں جب ہم اُس کے بنیادی قانون کو زندگی کا قانون مان لیتے ہیں - ہم کو بتلایا گیا ہے کہ بُدھ مذہب کا بنیادی اصول یا بھید یہہ تعلیم ہے کہ ہر نیکی کے بعد اور اوپر دل کی وہ بیہوش حالت ہے جو نہ غم کرتا ہے اور نہ خوشی - نہ نفرت کرتا ہے اور نہ محبت -

ہر ایک شخص کے واسطے اپنی ہی غیر فانیت کی کوئی اُمید نہیں ہے " آخرکار اُس کو جذب ہو جانا ہے " جزا اور سزا آخرکار دونو ختم ہو جائینگی یہہ ان کا قول ہے - لیکن جب تک انسان نیکی کرتے جاویں وے جزا کے مستحق رہتے ہیں جیسا کہ وے سزا کے سزاوار رہتے ہیں جب تک وے بدی کرتے ہیں " تمام قسم کے کاموں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے - انسان کی اعلیٰ حالت دھیان میں مستغرق حالت ہے جس میں کوئی کام نہیں کیا جاتا " لیکن مسیحی مذہب جو انسان اور سوسائیٹی کے سبب کام اختیار کرتا ہے اور جو اور تمام مذاہب کو اپنے پُر یقین دعوٰں کے سبب تاریکی میں ڈالدیتا ہے سب سے بڑھکر بھرپور زندگی اور آتمی قوت کا مذہب ہے - جیسا کہ امریکہ کے ایک عالم نے جو کہ مدت تک جاپان میں رہا یوں صاف طرح کہا " بُدھ مذہب جبکہ دنیا کے گناہ اور قابل امکان ترقی کے مشکل سوال کے سامنے کیا جاتا ہے تو اس کو ٹال دیتا ہے - شروع ہی میں دعوئی بے دلیل کرتا ہے - اور ہستی سے بچنے کے لیے دعا کرتا ہے اور یہہ کہ ہم کو زندگی سے بچا اور جہاں تک ممکن ہو اس کا بہت تھوڑا حصہ ہم کو ملے - پر مسیحی مذہب اِس سوال کا سامنا کرتا ہے اور پیچھے نہیں ہٹتا - بلکہ حکم دیتا ہے کہ کوشش کے برابر خط کے ساتھ بڑھتے جاؤ اور دعا یوں کرتا ہے کہ ہم کو بدی سے بچا - اور ہمیشہ خوش امید میں رہتا ہے کیونکہ اس کا سردار اور رہنما یوں کہتا ہے - میں دنیا پر غالب آیا ہوں - جاؤ اس کو میرے لیے جیتو - میں آیا ہوں تاکہ وے زندگی پاویں اور تاکہ وے اس کو کثرت حاصل کریں -

لوگ ترقی کے آغاز کو اور اُس طاقت کو جس سے ترقی صورت پکڑتی ہے بھول جاتے ہیں جبکہ تشکین کے ساتھ انیسویں صدی کی بابت گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے مربی یعنے زمانہ جدید کی شائستگی پر نظر کرو اور مسیحی مذہب کے پھلوں کی بابت بڑائی کرنے سے باز آؤ - لیکن چین کے وسط میں جاؤ جہاں کہ انجیل اب تک نہیں پہنچی ہے - وہاں پر انیسویں صدی نہیں ہے - وہاں پر لوگ اب تک مسیح کے پیشتر کی پانچویں صدی میں رہتے ہیں - کہاں ہے انیسویں صدی اُن فرقوں میں جو کہ افریقہ کے تیز سورج کے تلے رہتے ہیں یا بڑے لامہ کے لوگوں میں جو کہ تبت کے سطح مرتفع پر رہتے ہیں - اگر آزادی کی ترقی کی بابت کہو تو اُس کی ترقی کا سلسلہ ٹھیک اُس سے آتا ہے جس نے تعلیم دی کہ کُل آدم بھائی ہیں اور خدا باپ ہے - رومی سلطنت میں اُسی کے کلام نے غلامی کی موت کا ڈنکا بجایا - جس طرح تخموں نے کالیسیم میں اور اینٹوں کے بیچ اُگی ہوئی سبزی نے قیصروں کے محل میں پُرانی بنیاد کو خراب کر دیا اور الٹ دیا اِسی طرح اُس تخم نے جس کو یسوع نے بکھرایا گذشتہ زمانہ کے بہت سے ذلیل کرنے والے ظلموں کو برباد کر دیا اور الٹ دیا ہے - زمینداری بشرط شرکت کا دستور جاتا رہا ہے - بائبل چھٹکارا کا باعث ہوا ہے - اس کے تخم جو کہ وکلف - ہس - لوتھر اور جنیوا کے دینی اصلاح کنندگان کے دلوں اور سکاٹ لینڈ ور

انگلستان کے پیورٹین فرقہ کے روحوں میں تھا اُن درختوں سے بہایا گیا تھا جن کے تلے یسوع نے کوہ زیتون کے اطرافوں پر تعلیم دی۔ مسیحی مذہب کی فتحیابیوں کا ایک باب بتلاویگا کس طرح آزادگیوں کے بڑھاؤ کا پتہ عین خدا کے کلام سے پا سکتے ہیں۔ جنیوا کے بڑے علم آلہی دان جان کیلون سے لیکر حال کی صدی کے اخلاقی رہنماؤں تک یہہ دکھلایا جا سکتا ہے کہ غلاموں کی آزادگی کے خاص خاص شجاع اور غلامی کے برخلاف اصلاح کنندوں میں نہایت رسوخ والے ایسے آدمی تھے جنہوں نے بائبل کو اپنی ایڑیوں پر باندھا۔ مسیحی روح کا شکر ہے کہ آج کے دن غلامی تمام دنیا پر مرگئی ہے یا مر رہی ہے۔ وہ حرکت جس نے شائستہ قوموں کو آزادی اور خود استقلالی کی روح یا قوت دی آخر کار اُس نے ہماری جنس کے ادنیٰ تک پہنچا تھا۔ مسیحی مذہب تحریک پھیلاؤ اور پھیلاؤ کو ترقی بخشتا ہے۔ سعودم اور ایران کا جرمنی انگلستان اور اضلاع متحدہ سے مقابلہ کرو۔ مسیحی مذہب لوگوں کو پُر ظلم سلطنت میں بھی آزادی کے لئے تیار کرتا ہے اور چند روزہ رکاوٹوں میں بھی آزادی اور ترقی کیلئے تیار کرتا ہے۔ اِس کی روح ایسی زندہ اور غلامی سے آزادی بخش ہے کہ جب مسیحی صداقت کا تھوڑا سا حصہ بھی ایک پُر ظلم سلطنت میں بوجھا ہو خواہ دنیاوی یا دینی تو وہ سلطنت فتویٰ پا چکی ہے۔ بوجہ اِس کی اصلاح کرنیوالی قوت کے مسیحی شائستگی اُس کی غلطیوں کو درست کرتی ہے۔

ایک بات جو کہ اب تک کبھی نہیں گئی ظاہر کرے گی کہ اِن تیار کرنے والی شروع کی حرکتوں نے ایشیا میں کیا کچھ کیا ہے نہ صرف جہاں ہلال حکومت کرتا ہے یعنے محمدی سلطنت ہے۔ نہ صرف جہاں محمدیوں نے مسیحی نمونوں کے زور سے اپنی لڑکیوں کو تعلیم دینا منظور کیا ہے اور مسیحی سرکار کے دباؤ سے اصلاح کی طرف اول قدم اٹھائے ہیں اور نہ صرف جاپان میں جو کہ مسیحی قوموں کی تعلیمی اور جنگی ذرہ بکتر پہن کر اپنی فتحوں کو حاصل کرتا ہے لیکن نیز یہاں اصلاح کرنے والے فرقے پر فرقے اُٹھتے ہیں اور جہاں کہ ہندو مذہب اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ روح اور صداقت اِس کی اپنی ہے جو کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ بائبل کے ملکوں اور بائبل کی شائستگی سے نکلی ہے۔ مسیحی مذہب ایسا خمیر ہے جو کہ قوموں کی زندگیوں میں گھس رہا ہے لوگوں کے ملکی رشتوں میں اِس نے بہت ہی اثر پیدا کیا ہے اِس نے حکومتوں کو مجبور کیا کہ کم ظالم ہوں اور زیادہ رحمدل ہوں اِس نے پرانی سوسائٹی کے سفلوں کو اٹھا دیا ہے اور لوگوں کو ریاست کے لاحق اور غلام نہیں رہنے دیا مگر اُن تمام نوکریوں کے پانے کے حقدار کر دیا ہے جو سرکار دے سکتی ہے۔ اِس نے اُن تمام رشتوں کو بدل ڈالا ہے جو تمام قومیں ایک دوسرے سے رکھتی ہیں۔ آج کے دن خواہ قومیں کتنی ہی جنگ جو نظر آتی ہوں تو بھی قدیمی بت پرست سوسائٹی کے دیرپا اور متواتر جنگوں نے زیادہ نرم دل اور صلح آمیز حالت کو جگہ دی ہے۔

مراسلہ

ہندوؤں کا آبائی گھر

عزرا کی کتاب باب ۸ : ۱۷ میں یوں لکھا ہے " اور میں نے انہیں حکم دیکے عیدو کے پاس جو کسیفیا نام ایک مقام کا سردار تھا کہلا بھیجا اور جو کچھ انہیں عیدو کو اور اُس کے بھائی نتنیم کو کسیفیا کے مقام میں کہنا تھا بتایا کہ وے ہمارے خدا کے گھر کے لئے خدمت کرنے والے ہمارے پاس لاویں " - اِس آیت میں ایک لفظ ہے کسیفیا - جس کو ترجمہ سوریانی اور والگٹ میں لفظ خسفیہ سے ترجمہ کیا گیا - اِس سے گمان غالب ہے کہ عزرا جس جگہ کا ذکر اپنی کتاب میں کرتا ہے وہ کسپیا تھا جس کی بحث ہمارے مضمون میں ہو رہی ہے۔ اِس آیت میں اور بھی دو لفظ ہیں ایک اِس جگہ کے سردار کا نام عیدو اور دوسرا لفظ خدمت کرنے والے - عبرانی میں لفظ خدمت کرنے والے "مُنتر تہم" استعمال کیا گیا - منتر تہم لفظ حقیقت میں لفظ منترتھ سے نکلا ہے - جس کے معنے گانا - مو علامت فاعل اور ایم علامت جمع - یعنے گانیوالے جن کو عزرا نے بلایا - لفظ منترتھ - ژندزبان میں زرتھر اور سنسکرت زبان جرانا اور تینوں زبانوں میں اِس کے معنے گانا یعنے قربانی کے وقت گیت کی زمزمہ عبرانی لفظ عیدو سنسکرت میں اندو کہہ سکتے ہیں جیسا کہ آستر کی کتاب ۱ : ۱ میں عبرانی ہدو لفظ کا ترجمہ ہندو یعنے ہندوستانی کیا گیا ہے پس لفظ عیدو یا اندو - ایک آریہ لفظ ہے - اندو لفظ کے معنے سنسکرت زبان میں چاند ہے۔

پس عزرا کی کتاب کا لفظ کسیفیا یا خسفیہ اور ہمارا کسپیہ ایک ہی جگہ ہے - اور یہاں کا ایک سردار عیدو یا اندو تھا اور عزرا نے اِس سے گیت کے خدمت کرنے والے منگوائے تھے سو عزرا کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک بابل میں کسپیہ نام ایک جگہ تھی - اور سوائے اِس جگہ کے جس کا ذکر ہم نے کیا ہے اِس نام کی اور کوئی جگہ وہاں نہیں ملتی ہے۔

ہم نے پہلے بیان کیا - کہ سواسوا - اور کسپا ایک ہی ہے رگوید میں سواسوا اسم صفت کے طور پر بہت جگہ استعمال ہوا ہے مثلاً سواسوا رتھ - سواسوا لوگ - سواسوا اندر - سواسوا رشی - سواسوا اگنی - علاوہ اِس کے سواسوا بیٹے کے واسطے ساجات پائی جاتی ہیں - دیکھو رگوید ۲/۲۵ ، ۱۲/۲ ، ۱/۸-۲۴-۲ ، ۲۳/۵ ، ۳/۲۹-۲ ، ۵/۳۳-۲ ، ۵/۹۵-۲ ، ۳/۲-۲ ، ۲/۳۳-۱ وغیرہ

پھر ہم لفظ سواسویہ یعنے کسپیہ کا بھی استعمال اِسی طرح دیکھتے ہیں مثلاً سواسویہ دولت - سواسویہ اندر وغیرہ ایک جگہ پر ساں سواسویہ سندھو - یعنے بحر کسپین استعمال ہوا ہے دیکھو رگ وید ۵ - ۱۰ - ۵ ، ۸ - ۸ سو مندرجہ بالا دلائل سے منکشف ہو گیا کہ ہمارے اجداد دریائے کسپین سے واقف تھے اور وہاں ہی رہتے تھے اور آخر بلی کے ساتھ ایس سوکا سردار ہے وکر دے اُس ملک سے چلے آئے اور شاید اندو اُن کا سرگروہ تھا +

(الراقم - بندہ بی بی رائے)

مشنری تعلیم کی حمایت میں ایک ہندو صاحب کا ریمارک

ہم نے اپنے پچھلے پرچے میں مسٹر بار ترام کیشی کرکڑی تھیوسوفیکل سوسائیٹی کے مشن کالج اور اسکولوں پر بلا ضرورت حملے کا ذکر کیا تھا۔ اس بڑے سمجھدار آدمی کی رائے کے مطابق (جیسا کہ وہ تحریر فرماتے ہیں) تمام بے ادبی اور بداخلاقی جو ہندوستانی طلبا میں عیاں ہو مشن کی تعلیم کے سبب سے ہو۔

اس الزام کی ایک ہندو صاحب نے جو عیسائی نہیں عمدہ طور پر تردید کی ہو۔ مسٹر اے صوبارائے صاحب سابق اسسٹنٹ پروفیسر پریسی ڈینسی کالج مدراس اور اسسٹنٹ انسپکٹر مدرسجات مالابار حال ایڈیٹر ہندو اخبار کو اِس طرح تحریر فرماتے ہیں جس سے ہم ذیل کا اقتباس کرتے ہیں۔

کس طرح سے مشنریوں کے سبب سے ہندو نوجوانوں میں بے ادبی پیدا ہوگئی! کیا وے اِس بات کی منادی نہیں کرتے کہ ہندوؤں کی دینی کتابوں میں بہت کچھ فضول ہو۔ دینی اور غیر دینی کتابوں کو الگ کرنا خاص کر جب کہ وے سنسکرت میں لکھی ہوں نہایت مشکل ہو۔ میری دانست میں ہندوؤں کی بعض کتابوں میں بہت کچھ فضول ہو جن کو وے ہندو جن کی عقل تھیوسوفی سے روشن نہیں ہوئی دینی کتابیں مانتے ہیں۔ ایک ہزار ہندوؤں میں سے قریب ۹۹۹ اِس بات کو یقینی طور پر مانتے ہیں کہ راون کے دس سر تھے جو کاٹنے پر از سرِ نو بڑھ جاتے تھے اور کہ دو راکش جو بکرے بن گئے تھے اُن کو پکا کر برہمنوں کو کھلایا گیا۔ اور کہ برہمن غریب برہمنوں کے پیٹ سے ممیاتے ہوئے نکلے۔ ایسے نظائر اور بہت سے جمع ہو سکتے ہیں۔ جب تک ہندو اُن کے پوشیدہ معنوں کو نہیں سمجھتے تب تک اُن کو ان کہانیوں کو حقیقی طور پر ماننا پڑیگا اور بہت سے فضول افسانوں کو سچے طور پر سمجھنا میری دانست میں وے اتنا ہی عرصہ بے حرج ہیں جب تک وہ اِس بات کو مانتے ہیں کہ حمام تالاب میں ایک غوطہ مارنا ہمارے اور سُرگ کے درمیان بہت سے میلوں کا فاصلہ کم کر دیگا اگر مختلف مذاہب (جیسا کہ مسز بسنٹ نے فرمایا آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ راستے ہیں) تو تھیوسوفی کے پلیٹ فارم پر مشن اسکولوں اور مشنریوں کی تعلیم کی نسبت کیوں ہتک آمیز گفتگو کیجاتی ہو! اگر تھیوسوفسٹ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کسی سے جھگڑا نہیں کرتے اور اپنے مخالفوں کے سامنے متحمل ہیں تو اُن کے مختلف قسم کے لوگوں کی جماعت کے سامنے اپنے طریق کو چھوڑ دینے سے کیا مراد ہو اور ایسے لوگوں کے متہم کرنے سے جنھوں نے ہندوستان کی تعلیم کے لئے بہت کچھ کیا اور ایسے لوگوں کے اٹھانے میں مددگار رہے جن سے تھیوسوفی والے بھی بہت دور رہتے تھے مبادا اگر اُن کی قوت اورا یعنی بجلی خراب ہو جائے۔ تھوڑے دن ہوئے مجھ کو صبح کے گشت کا دو دوستوں کے ساتھ اتفاق پڑا جن میں سے ایک تھیوسوفسٹ تھا۔ اچانک میرا تھیوسوفسٹ دوست ایک سخت زور کی آواز سے افسوس جیسا کہ اہل ملیبار اپنے سامنے سے چھوٹی ذات والوں کو دور کرنے کو نکالا کرتے ہیں ملابار کے ایک چمار غلام کو سڑک سے الگ کرنے کو چلا پڑا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ لفظ عام بھائی پن کے کچھ عجیب ہی معنے ہونے چاہئے اگر لوگ جن کا یہہ مقولہ ہو اس طرح آدم زاد کو اپنے آگے سے جن میں دیانتداری اور نیکی کی شائد انہیں کے موافق خوبیاں ہوں الگ کرنا ضروری سمجھیں۔ مشنریوں نے اِس ملک کو بہت فائدہ پہنچایا ہو۔ وہ لوگ جن کی نسبت ہم صدیوں اور زمانوں سے غافل رہے مشنریوں نے انکو بلند کیا تعلیم دی اور شائستہ بنایا۔ مشنریوں کا ذکر بھی تعلیم سے ہونا چاہئے ہر ایک منصف مزاج شخص کہ مشنریوں کی نسبت اس امر کا بیان تصور کریگا۔ بعض ہمارے ہندوستانی سامعین کی کثیر تعداد سے جو مسز بسنٹ کے لیکچر سننے کو فراہم ہو جاتی ہو یہہ بات ثابت کیا چاہتے ہیں کہ گویا تھیوسوفی کی تاثیر لوگوں پر ہوتی جاتی ہو اِس بے وجود بات کی بھی مسٹر صوبارائے نے اپنی قلم سے بخوبی تردید کر دی ہو۔ مسز بسنٹ کی ہندوستان میں آمد کے پیشتر تھیوسوفی کی سالیانہ مجلسیں کیا تھیں! کیوں سامعین اِس قدر زیادہ نہوتے تھے۔ کیوں اِس قدر ہجوم نہ تو ادیار میں اور نہ ٹون ہال میں ہوتا تھا۔ غیر تھیوسوفسٹ کے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اِس تمام ہجوم کا باعث مسز بسنٹ کی موہنے والی فصاحت ہو۔ فصاحت ایک عمدہ ہنر ہو اِس سے جوش پیدا ہوتا ہو اور مجھ کو کچھ شک نہیں از روئے کم تخمینہ بھی جس قدر حاضرین مجلس ہوتے ہیں اُن میں سے نصف صرف مسز بسنٹ کی دلچسپ سپیچ سننے جاتے ہیں۔ تھیوسوفی کے لیکچر گاہ کے لوگوں سے بھر جانے سے یہہ مفہوم نہیں ہوتا کہ کل حاضرین تھیوسوفی کے پیرو ہیں۔ تھیوسوفسٹ اپنی جماعت میں ایک عالم شخص کے داخل ہونے سے بڑا فخر کرتے ہیں مگر اگر اُن کے ہاں ایک عالم ہو اور مذاہب میں ہزارہا ہیں اِس دلیل سے وے عقلمند آدمی کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ تھیوسوفی اِس ملک کو فائدہ پہنچانے کا کوئی دعویٰ پیش نہیں کر سکتی بلکہ بعض صورتوں میں اُس نے کئی سالوں سے ترقی کو روک دیا ہو۔ اُس نے ہم کو اپنی عزت کا پاس کرنے والے نہیں بنایا یہہ بات ہم کو مغربی علوم سے حاصل ہوئی ہو اِس نے ہم میں سے بہتوں کو مغرور اور خودپسند بنا دیا ہو۔ میرے خیال میں تھیوسوفی کو ہنوز اپنے طریق کو ہمارے سامنے بے عیب دکھلانا ہو +

(مترجم مسیح الدولہ از کرسچن پیٹریاٹ)

سائینس کا مُطالعہ

روے زمین پر خدا کی مخلوقات میں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ جنکے مشاہدہ سے عقل حیران ہو۔ سائینس باوجود اسقدر ترقی کے آج کے دن بھی ایک [illegible] ہو جو کسی شی کی حقیقت اور ماہیت سے آگاہ نہیں۔ لیکن قدرت کے نظاروں اور اُن کی خوبصورتی کا مشاہدہ کرنا اور ہو اور کسی چیز کی ماہیت کو کماحقہ سمجھ لینا اور بات ہے۔ اِس لئے سائینس کے مطالعہ سے ہماری مراد مادہ کی تہ تک پہنچنا یا ناممکنات حاصل کرنے کی

کوشش کرنا نہیں ہو انسان کا خالق ویران اور سنسان مادہ کو باترتیب کرنے والا ہے۔ اور انسان کی خوشی بھی اسی میں ہے کہ کل مخلوقات کو جو اسکی آنکھوں کے سامنے ہے کسی خاص ترتیب کے احاطہ میں لائے۔ بے ترتیبی سے اس کی طبیعت بھاگتی ہے۔ مخلوقات کے مختلف اقسام کے نوع اور جنس کو ایک ترتیب میں جما کر اس کا دل خوش ہوتا ہے۔ یہی خوشی ہے جو سائینس کا مطالعہ انسان کو دیسکتا ہے۔ قوانین قدرت کا علم جس قدر کوئی شخص حاصل کرتا ہے اسی قدر اسکے دل کو فرحت ملتی ہے۔ اور اگر وہ کسی خالق کو مانتا ہے تو ضرور ایسے خالق کی عظمت اور حکمت کا اعلے خیال اس کے دل میں قائم اور استوار ہوتا جائے گا۔ اور پھر اگر ایسا شخص خدا کو اپنا باپ سمجھتا ہو تو تمام مخلوقات میں اسکو ایک قسم کی دلچسپی ہوگی جو فرزندوں کو اپنے باپ کی ملکیت میں ہوتی ہے۔ اگر یہہ اصول درست ہو تو جو خوشی ایک مسیحی کو نیچر کے مشاہدہ میں ہوسکتی ہے۔ وہ کسی دوسرے مذہب کے آدمی کو نہیں ہوسکتی۔

ابتدائی اور تاریک زمانوں کے مقدس جب کوئی رائے یا خیال ظاہرا کتب مقدس کے خلاف پاتے تو فوراً اسپر کفر کا فتوے دیتے تھے۔ بلکہ تواریخ شاہد ہے۔ کہ ایسوں کے ہاتھ سے سائینس والوں نے بڑی بڑی اذیتیں اور تکالیف اٹھائیں۔ لیکن اہل فکر جانتے ہیں کہ اس مخالفت کا یہی باعث ہی تھا کہ وہ مقدس نہ تو الہام اور نہ نیچر کے علم سے آشنا تھے وہ لوگ دینداری میں تو یکتا تھے۔ لیکن الہام اور نیچر کے تعلقات سمجھنے میں غلطی پر تھے۔ لیکن اب وہ زمانے نہیں رہے۔ سائینس کے معلومات وسیع ہوگئے اور ساتھ ہی تھیالوجی والوں نے مخالفت کا میدان چھوڑ دیا ہے۔ بات یہہ ہے کہ سائینس اور مذہب ہر دو کا حلقہ جدا ہے۔ اسلئے یہہ دونوں ضدین نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں کتابوں کو ایک ہی مصنف کی تصنیف ہونے کے باعث ایک خاص قسم کا لگاؤ ان میں ہے۔ ہم مسیح کی نسبت پڑھتے ہیں کہ حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ اس نور میں ہر قسم کی روشنی شامل ہے۔ خواہ وہ نور قلب ہو یا نور علم خواہ وہ الہام یا مکاشفہ ہو جہاں نور ہے انہیں مطلع انوار کی کرنوں کا ظہور ہے۔ پس سائینس کا مطالعہ الہام کے مطالعہ کا مددگار اور مکاشفہ کا علم سائینس دان کی خوشی کو دوبالا کرنے والا ہے۔ بدیں خیال اول تو ہر ایک مسیحی کو کم و بیش علم طبیعات سے واقف ہونا چاہیئے۔ لیکن یہہ نہایت ضرور ہے کہ ہمارے خادمان دین اس روشنی کے زمانہ میں سائینس کے اصولوں سے بے خبر نہ رہیں۔ ہم یہہ تو نہیں کہتے کہ بغیر اس کے نجات نہیں ملسکتی یا محض الہام دل کی آنکھوں کو منور کرنیکے لئے کافی نہیں۔ لیکن اس سے بعض ایسے فواید متصور ہیں جنکو نظرانداز کرنا گناہ نہیں تو خطا ضرور ہے ہم مختصراً چند فوایدکا ذکر کرتے ہیں۔

اولاً اگر ہمارے واعظ اور علم الہیات کے طلبا بار علم طبیعات کے اصولوں سے واقف ہوں تو سائینس دان مخالفونکا منہہ بآسانی بند کرسکتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ یورپ کے عالمانہ حملوں کا مقابلہ بوجہ احسن علم ہی کے زور سے کیا جاسکتا ہے۔

ثانیاً نیچر کا انتظام اور ترتیب کسی خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسلئے جو شخص الہام کا معتقد ہوکر سائینس کو مطالعہ کرے۔ وہ ہر ایک شے میں خدا کا دست قدرت بڑی صفائی سے دیکھیگا اور اسکی عظمت اور محبت کا زیادہ قائل ہوگا اسی خیال سے ضرور ہے کہ ہمارے ڈوینیٹی سکولوں میں نیچرل تھیالوجی بھی ایک لازمی مضمون ہو اور کم از کم علم طبیعات کے اصول ضرور سکھائے جائیں۔

ثالثاً ہمارا خداوند نیچر کے مشاہدات میں سے کیسی باموقعہ مثالیں اور تشبیہات اپنے کلام میں پیش کیا کرتا تھا۔ اور اس قسم کا کلام کیسا دلچسپ اور شیریں ہوتا ہے۔ اگر ہمارے لکچرار اور واعظ اپنی تقریروں میں نیچر کی تعلیم کو زیادہ داخل کرتے تو سامعین کیسا لطف اٹھاتے اور آسمانی صداقتیں کیسی آسانی سے سادہ دلوں پر نقش ہوجاتیں پس طبیعات کا علم اور نیچر کا مشاہدہ عمدہ وعظ کی تعلیم کا لازمی جزو ہونا ضرور ہے۔

رابعاً دیدنی عالم کی اشیا نادیدنی عالم کی حقائق اور اشیا کا سایہ و عکس ہیں۔ اور اگر ہمارے حواس بعد از مرگ زائل یا معدوم نہیں۔ بلکہ تیز ہو جائینگے۔ تو کیا علم طبیعات کے مطالعہ میں ایک ہیجانہ اور اشارہ اُس خوشی کا ہے جو مومنین کو اس زندگی کے بعد حاصل ہونیوالی ہے۔

غرض بہر پہلو یہہ نہایت مناسب اور ضرور ہے کہ ہمارے تھیالوجی کے مدرسوں میں سائینس کا زیادہ چرچا ہو اور ہمارے خادمان دین اور کلیسیا نیچر کے مشاہدہ میں ایوب اور داؤد کی طرح مگن اور شادمان ہوں اور اپنی خوش بیانی سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔

[illegible]

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم

ہمارے اس مضمون کو اپنے اخبار نورافشاں کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر بندہ کو ممنون و مشکور فرماویں۔

ہم اکثر یہہ دیکھتے ہیں۔ اور اخباروں کے ذریعہ بھی یہہ سنتے رہے ہیں کہ آجکل انجیل کی خدمت خوب سرگرمی کے ساتھہ ہورہی ہے؟

پیارے مسیحیو یہہ تو سچ ہے کہ انجیل کی خدمت اور دنوں کی بہ نسبت خدا کے فضل سے خوب سرگرمی کے ساتھہ تمام دنیا میں ہورہی ہے ہمارے یورپین مشنریوں کی بدولت ہے کیوں نہ تمام دنیا میں انجیل کی خوشخبری پھیلائی جاوے۔ اکثر ہم نے دیکھا بھی ہوگا اور سنا بھی ہوگا۔ کہ ہمارے بعض مشنری صاحب کیسی محنت اور مشقت سے انجیل کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ [illegible] دیکھا ہوگا کہ بعضوں نے انجیل کی خدمت کیلئے اپنی جانکو بھی فدا کردیا اور نہ مشنری ہی بلکہ دیسی مشنری بھی بلکہ یہانتک کہ انہوں نے اپنے گھربار اور بال بچوں کو بھی اور خویش و اقارب کو بھی مسیح کے نام پر چھوڑ دیا مثلاً پادری احسان اللہ صاحب کو دیکھئے کہ انہوں نے اپنے گھر و بار اور سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور دیگر مشنریوں کو جنہوں نے اپنا گھربار و ملک چھوڑ کر انجیل کی خدمت کرنیکو یہاں آئے ہیں۔ پیارے بھائیو ہمت کرو ہمیشہ مشنری ہمیشہ تمہارے ساتھہ نہ رہینگے۔ اور نہ مدد کریں گے۔ اب فصل کاٹنے کا [illegible] اور انجیل کی خدمت کرنے کا وقت ہے۔ اور اپنے بوتہ پر کلیسیا قایم کرنیکا [illegible] پیارے مسیحیو جاگو اور اپنے بوتہ پر کلیسیاؤں کو قائم کرو۔ یہاں ہمارے درمیان بعض مشنری انجیل کی خدمت کر نہیں سستی بھی کر رہے ہیں۔





یاد رکھو کہ یہہ روپیہ انجیل کی خدمت کیلئے ہے۔ اگر کوئی اسکو ناجائز طور پر خرچ کرے گا تو خدا کی مقبول درگاہ میں جواب طلب ہوگا۔ کیونکہ یہہ روپیہ انجیل کی خدمت کے لئے نہ کہ سست منادوں کے لئے۔ اور سست منادوں نے اس مبارک خدمت کو اپنا دنیاوی ایک پیشہ تصور کر لیا ہے۔ اور اکثر اس قسم کے مناد ہیں کہ وہ اپنی انگلیوں پر مہینہ کے دن گنتے رہتے ہیں جیسا کہ اکثر دنیاوی لوگ کہ کب مہینہ ختم ہو۔ اور تنخواہ لاویں۔ اور اکثر بعض مشنری صاحبان اس قسم کے منادوں سے اور دل سے خوش رہتے ہیں۔ مگر جو سچے مناد ہیں۔ اور رات دن انجیل کی خدمت سرگرمی کے ساتھ کر رہے ہیں انکا اعتبار ہمارے مشنری صاحبان کم کرتے ہیں۔ صرف ہم اتنا کہتے ہیں کہ ایسے مناد پیٹ کے مناد ہیں۔ اب ہم اس آیت کو لکھکر ختم کرتے ہیں۔ جو کہ رومیوں ۱۲ باب میں لکھی ہے۔ کام میں سستی نہ کرو۔ روح سے سرگرم ہو۔ خدا کی خدمت میں لگے رہو۔ اور جناب باری کی درگاہ میں دعا کرتے رہو کہ اچھے محنت دار مزدوروں کو اپنے کھیت کاٹنے کے لئے بھیجدے کیونکہ فصل اب تیار ہے۔ اور کاٹنے کا وقت آگیا ہے۔ ہمنے یہہ مضمون اس سبب سے لکھا کہ کہیں اس کا خمیر زیادہ نہ بڑھتا چلا جاوے۔

بندہ نعمتانی سالوس
یونین چرچ شملہ

غزل

رہی نہیں ہے کوئی دل میں آرزو باقی
مسیح سے ہمری ہے بس ایک گفتگو باقی
گذر گئی ہیں مری سب تمام تجھ میں ہو
فقط ہو تو ہی مری جان میں ہو باقی
تمام میری طبیعت کی دور کر خصلت
رہے مزاج میں تیری ہی بس یہ خو باقی
چلا دے روح مقدس کی اے مسیح تلوار
رہے نہ کوئی جہاں میں تیرا عدو باقی
گلے کو پھاڑ کے انجیل کی بشارت دوں
رہیگا یہہ بھلا کب تک میرا گلو باقی
ہو میری قوت شامہ جو موت میں بیکار
رہے مسیحا میرے سر میں تیری بو باقی
جہاں میں گرچہ ہو میری نہ خاک بھی عزت
گر حضور میں تیرے ہو آبرو باقی
فنا پذیر ہیں نیچر کی قوتیں ساری
ازل سے ذات ہے تیری رہیگا تو باقی
نہیں جہاں میں سلیمان نہ اور ہے یوسف
ہر دو جہاں میں فقط تو ہی خوبرو باقی
حصول دنیا میں برباد جان جان مت کر
نہ وہ رہیگی رہیگی نہ جان تو باقی
حصول عقبیٰ میں اے جان ہو تو اب مشغول
اسی میں صرف ہو اب تیری جستجو باقی
مسیح کے خون سے دھو دے اگر تو دل اپنا
رہے نہ داغ گناہ تجھ میں پھر کبھو باقی
تو ہو صلیب کی خدمت میں **واعظا** قربان
رہے نہ گرچہ بدن میں تیرے لہو باقی

واقعات اور ایلس

ایڈیٹر صاحب تسلیم

اگر مضمون مندرجہ ذیل اپنے اخبار گوہر بار کے کسی گوشہ میں چھاپ دیویں تو بعید از نوازش نہ ہوگا۔

مورخہ ۱۴ فروری سنہ رواں کو جناب لارڈ بشپ صاحب آف لاہور خاص شہر جہلم میں بمعہ چاپلین صاحب آف سیالکوٹ واسطے رکھنے بنیاد ایس پی جی کلیسیا کے جو کہ عرصہ چار سال سے قائم ہے تشریف آور ہوئے۔ چونکہ جہلم میں ابھی تک کوئی گرجا نہیں ہے اسلئے مسیحیوں کو ڈاک بنگلے میں فراہم ہونیکا ارشاد فرمایا۔ اڑھائی بجے دن کے بشپ صاحب بمعہ چاپلین صاحب ڈاک بنگلہ میں تشریف آور ہوئے۔ وہاں پہلے ہی سے مسیحی جمع ہو رہے تھے جنمیں سے کئی ایک بھائی ریاضی بھی تھے۔ اول دعا صبح کی روح نے مرگ کے سوال جواب میں سے جو کہ نماز کی کتاب میں درج ہیں کرنے شروع کئے ہر ایک مسیحی نے جواب دیا بعدہ دو گھنٹے کے تین عورتیں اور آٹھ مرد کو مستقیم فرمایا۔ بعدہ ایک مختصر وعظ انگریزی زبان میں نہایت ہی پر تاثیر جسکا مضمون یہہ تھا کہ آج تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہم خداوند کی بندگی کرینگے سو اسکی عبادت میں ہوشیاری سے مگر رہو خصوصاً دعا مانگنے میں بہت مستعد رہو۔ تاکہ شیطان سے بچے رہو وغیرہ۔ ترجمان پادری یعقوب مسیح ہے جنہوں نے نہایت ہی صفائی سے انگریزی جیسا بلہ زبان میں مسیحیوں کو سمجھایا۔ حقیقت روح القدس کی ایک خاص طور کے دلوں میں اسوقت برس رہی تھی تب مورخہ ۱۸ تاریخ بروقت آٹھ بجے صبح کے عشاء ربانی تیار ہوئی۔ عشاء ربانی میں ستر و اشخاص شامل تھے بعدہ مسیحیوں کے گورستان کے لئے انتظام فرمایا جو ابھی تک نہ ہوا تھا جو مسیحی فوت ہوتا تھا ادھر ادھر دفن کیا جاتا تھا۔ تب بارہ بجے سیالکوٹ تشریف لے گئے

اے ناظرین نور افشاں فی الحقیقت مسیح مصلوب کا نام و کلام یہاں پر روز بروز زیادہ روشن ہوتا جاتا ہے اور امید ہے کہ خداوند مسیح چند سال میں اپنے لوگوں کو اسقدر ترقی دے گا جیسا کہ اس نے شروع میں اپنی قوم میں اسرائیل کو دی تھی خداوند خدا ایسا ہی کرے آمین۔

مگر افسوس کہ ابھی تک یہاں پر کوئی خدا کا گھر تعمیر نہیں ہوا۔ فقط پادری یعقوب مسیح کے گھر میں بندگی ہوتی ہے

مناسب ہے کہ بشپ صاحب اسکی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

راقم یکے از حاضرین از مقام جموں۔

پارسی روئل اوپیرا تھیٹریکل کمپنی" آف بمبئی کی تشریف آوری اجمیر میں

ہمارے ناظرین و حاضرین نور افشاں ہمیشہ تعجب کرتے ہونگے کہ اجمیری نامہ نگار اخبار ہذا نے کیا گھاس کھائی ہے جو ہمیشہ ناٹک کمپنیوں کے خلاف لکھا کرتا ہے۔ نہیں حضرات ایسا نہ سمجھیے۔ نامہ نگار نے بذریعہ تھیٹریکل کمپنیوں کے علاوہ ملک ہند کے دیگر ممالک کی بھی سیر کی ہے یعنی فارس۔ بغداد۔ ٹوکیو اور سیام میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ تھیٹریکل کمپنیوں کی بدولت آپ کے وقائع نگار کو ہند کی مختلف ساٹھ زبانوں میں دخل ہے ورنہ کہاں بنگالی جو کہ "اہیشو!!" "ہوشو"۔ کہا کرتے ہیں اُنہیں میں سے آپ کا وقائع نگار ہے جو کہ ہر ہفتہ کچھ نہ کچھ اس بیش قیمت پرچہ کو لکھا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے خسر صاحب ایک فرسٹ کلاس تھیٹریکل کمپنی کے پروپرائٹر ہیں۔ ایسی حالت میں کیا ممکن ہے کہ نامہ نگار تھیٹرس کے خلاف لکھا کرے۔ بیشک کیونکہ اگر نامہ نگار کو تھیٹریکل خوشی اور شان و شوکت منظور ہوتی تو اس جلالی خدمت میں ہرگز ہرگز ہاتھ نہ ڈالتا۔ اب ہم خاص مدعا کی جانب اپنے ناظرین کو رجوع کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ کمپنی عنوان بالا ایک سیکنڈ کلاس تھیٹر ہے جس میں واقعی بہت عمدہ نصیحت بخش کھیل ہوتے ہیں۔ لیکن کلام الله صاف پکار کے کہتا ہے کہ "برائی کی صورت ہی سے بھاگو"۔ اس کمپنی کے پروپرائٹر مسٹر فرامجی صاحب ہیں آپ کی بدولت ایکٹرس ایکٹرس کے چال چلن کے بگڑنے کا کسی طرح کا احتمال نہیں ہے۔ لیکن بابا پبلک کے اوپر تو بُرا اثر پڑتا ہے۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ اس قحط سالی میں ظلم یعنی زبردستی لوگوں کے دل لبھا کے جیبیں خالی کرا لینا داخل گناہ ہے یا ثواب؟ تھیٹرس کی برائیوں کی نسبت پھر کسی وقت لکھیں گے۔ (نامہ نگار)

رومن کیتھلک راجپوتانہ میں

حضرات یوں تو رومن کیتھلک ہند کے ہر ایک بڑے شہر میں پائے جاتے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ یہہ لوگ ہاتھ دھوکے راجپوتانہ کے پیچھے پڑے ہیں اِن لوگوں کا ہیڈ کوارٹر اجمیر ہے۔ یہاں پر ان لوگوں کی سی۔ ایم۔ مشنریز کی بلڈنگس ہیں اور نہ ریلوے کمپنی کی اور علاوہ ازیں گورنمنٹ آف انڈیا کی بھی اُن سے مقابلہ میں کوئی عمارت نہیں ہے۔ ہم بلا لاگ لپیٹ کے کہہ سکتے ہیں کہ یہہ لوگ بہت سی باتوں کیلئے پروٹسٹنٹ کرسچنس کے لئے نیک نمونہ ہیں۔ اگر اُن لوگوں کا کام جو اسی ڈھنگ پر رہا تو دیانندیوں کے دانت روز کھٹے ہوا کریں گے۔ مزہ ہوگا۔ (نامہ نگار)

نغمہائے پارسی

نغمہائے پارسی من تصنیف مولانا صفدر علی صاحب کہ جس کو صاحب موصوف نے نہایت ذوق شوق سے بزبانِ پارسی زیور فصاحت اور بلاغت سے آراستہ و پیراستہ فرما کر علم عروض میں قلمبند کر کے ٹرکٹ سوسیٹی بمبئی کو نذر کیا اور سوسیٹی مذکورہ نے اِس کو مفید عام سمجھکر طبع فرمایا چنانچہ یہہ رسالہ عطیہ اِس خاکسار کی نظر میں نہیں گذرا۔ لاریب اِس کا طرز تحریر مثل منزا میر حضرت داؤد ہے۔ درحقیقت بے نظیر لائق دید صاحب فہمیدہ ہے۔ مرتا میرے خیال میں آیا کہ دربارہ اِس کے چند سطور زیر قلم لا کر شائقین کو اشتعال اِس گنجینہ اسرار کا دلاؤں تاکہ وہ اِس کے فیض سے مستفید ہو کر مصنف کی قوت دماغیہ اور اسرار الٰہیہ سے واقفیت حاصل کریں اِلَّا عَدِیْمُ الْفُرْصَتِیْ الخ اس اہم کی ہوئی علاوہ جوہر معانی اور فصاحت بیانی جو میرے دل پر مؤثر تھے مجھ کو عالم سکوت میں نہ رہنے دیا لہذا نذر ناظرین کرتا ہوں۔

اولاً۔ وہ طالبان حق و عارفان صداقت کہ جن کے وجود میں مادہ معرفت الٰہی موجود ہے جب اُس کے مطالعہ سے مستفیض ہونگے تو بلاشبہ یہی کلمہ زبان پر لائیں گے۔

جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا.

البتہ تعجبی کا مقام ہے کہ مصنف اِس سن و سال ضعیفی میں کہ جب جسم عناصری بباعث صدمات حالات کے ضعیف اور نحیف ہے تحت شجر صلیب مسیح سرائے ابن الرحمٰن میں مثل ہزار داستان بلسانِ خوش بیان بحالت اطمینان کیونکر نغمہ سرائی کر رہے ہیں۔

دوم۔ کلام مولانا مدلل اور مثبت اِس امر کا ہے ضعف قوائے جسمانی ضعف قوائے روحانی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ برگزیدگان رحمان کی قوت لا یموت کلام الله ہے سو فرضاً اگر سعدیٔ شیرازی و ملا نادون و حافظ مجنون فی زمانہ موجود ہوتے تو لاکلام مذاق نغمہائے پارسی سے ساکنان بارگاہ کو جوش مثل حجر الاہیض ہیں پارس بنا دیتے اور وہ بحالت وجد مثل تار ستار صدمہ مضراب روح القدس سے یہی نغمہ سرائی کرتے چنانچہ مشت نمونہ از خروارے کلام فیض مرام مولانا ممدوح سے نذر ناظرین کرتا ہوں۔

یا سیدی یا سیدی ربی جلیل ناصری
وصفت نیاید در زباں کز خلق و عالم برتری
ای حبذا ای حبذا ای مرحبا ای مرحبا
خوش آمدی ابن خدا وی آنکہ ہر جا حاضری
ای مالک ملک بقا وی شافع روز جزا
دادی تو جاں از بہر ما حقا رحیم اکبری

لاریب اگر ملائک بھی بوجود بشریت اِس دار ناپائیدار میں موجود ہوتے تو یہی کلمات مدحیہ زبان پر لاتے۔

اب ہم ٹرکٹ سوسیٹی بمبئی کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ قیمت کا لحاظ نہ فرماویں بلکہ کم قیمت پر دینا فیض رسانی کا آثار اور ابن الله کی تحمید و تمجید کا اظہار اور مولانا صاحب کی تصنیف کا یادگار ہوگا۔ لہذا ہر دیار و بلاد کے پادری صاحبان کے پاس ارسال

زادیں۔ تاکہ خریداروں کے لئے دشوار نہ ہو +

(راقم ایم سیپٹ مشنری کلکتہ سے)

آریاؤں کی سکول گردی

نورافشاں کے کسی گذشتہ پرچہ میں یہاں کے سکولوں کی بابت لکھا گیا ہے۔ ایک سکول جس کا نام رفاہ عام رکھا گیا ہے۔ وہ تو جنوری ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ دوسرا رائے بھاگ سنگھ میموریل ہائی سکول ماہ فروری میں جاری ہو گیا۔ یہہ دونوں سکول ایک دوسرے کی مخالفت میں شروع ہوئے ہیں۔ دونوں سکولوں میں طلباء اکثرت سے داخل ہو رہے ہیں۔ گورنمنٹ سکول اور مشن سکول کی حالت نازک ہو رہی ہے۔ دونوں سکولوں کے سرپرست گھر گھر لڑکوں کے واسطے پھرتے ہیں۔ والدین کی منتیں کرتے بعض سر سے پگڑی اتار کر پاؤں پر ڈالتے کہ ہماری عزت رکھو۔ ہمارے سکول میں لڑکے بھیجو۔ مشن سکول میں لڑکے کرانی ہو جائیں گے۔ انعام دیتے۔ فیس معاف کرتے۔ نالائقوں کو اعلیٰ جماعتوں میں داخل کرتے۔ مشن سکول میں قریب نصف لڑکے رہ گئے ہیں۔ بعض جی جلے آریہ اور شریطالبعلم ان ہندو سکولوں کے آ کر کہتے ہیں۔ کہ مشن سکول اب برباد ہو گیا۔ اب بٹالہ کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ عمارت کو دیا سلائی لگا دو۔ یا نیلام کردو۔ غرض کہ بہت جی جلانے کی باتیں کر کے اپنے دل کو ان جھوٹی باتوں سے ٹھنڈا کرتے ہیں۔ مگر ان سب کی خدمت میں یہہ عرض ہے کہ آپ ہماری فکر کیوں کرتے ہیں۔ اپنی خیر مناویں +

اپنے مرنے کا مجھے کچھ غم نہیں
خم نہ پڑ جائے تیری تلوار میں

مشن سکول قائم رہے یا نہ رہے۔ (خدا چاہے تو قائم رہیگا) آپ اپنی فکر کریں۔ دونوں سکولوں کی مخالفت ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن رنگ لائیگی۔ بانیان سکول کی مخالفت استادوں کی مخالفت۔ طلباء کی مخالفت۔ بھلا یہہ آگ کب تک سلگتی رہیگی۔ ایک نہ ایک دن شعلہ بھڑکیگا۔ پھر اُس شعلے میں تم دونوں میں کون بھسم ہوگا۔ مشن سکول کا تو بال بیکا ہونے کا نہیں۔ آپ ہی کی عوار دو ٹکڑے ہوگی۔ آپ جتنی چاہیں مشن کی مخالفت کریں۔ بدتہذیبی اور مخالفت جو آپ کے سکولوں میں ہے۔ یہی بربادی کے نشان ہیں۔ مگر مشن کی بنیاد اِس بات پر ہے۔

خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے۔ راقم چچا

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

پرائز ڈے

۲۵ تاریخ ماہ فروری مبارک دن آیا۔ جو ہر سال بٹالہ کے واسطے ایک رونق اور برکت کا باعث ہوتا ہے۔ اب کے یہہ موقعہ اگرچہ قند مکرر کا مزا دے گیا۔ مگر رنج و راحت۔ شادی و غم باہم پیوستہ تھے۔

اس موقعہ سے ہفتہ عشرہ پیشتر باوسنگھی صاحب ہیڈ ماسٹر کی بڑی صاحبزادی (مسز رودرا۔ ماسٹر رودرا پروفیسر مشن کالج دہلی کی اہلیہ) نے عین عالم شباب میں بعمر ۳۰ سال اس دار فانی سے انتقال کیا۔ یہہ رنج کچھ ایسا نہ تھا۔ کہ ہفتہ عشرہ کے درمیان بھول جانا۔ کلیسیا کے چھوٹے بڑے کو سخت رنج تھا۔ اِس غم میں بہت احباب شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ نیز پرنسپل صاحب نے بھی جلسہ کو وہ رونق نہ دی جو گذشتہ سالوں میں ہوتی تھی۔

مگر اس جلسہ کے موقعہ پر اُسی دن ایک اور خوشی کا موقعہ آن پڑا۔ جس کو میں اوپر قند مکرر لکھ آیا ہوں۔ وہ یہہ کہ یہاں کی زنانہ مشن دسپنسری کی سپرنٹنڈنٹ لیڈی مس ڈکس صاحبہ کی شادی گورکھا جنڈ رجمنٹ دھرم سالہ کے کرنیل سمیع صاحب سے اُسی دن ہو گئی۔ اُن کی شادی میں بھی بہت احباب شریک ہونے آئے تھے۔ وہ سب شریک جلسہ ہوئے۔ شادی خوب شان کے ساتھ ہوئی۔ کرنیل صاحب بڑے دیندار مشنری سپرٹ والے صلیب کے بہادر سپاہی ہیں۔ خدا یہہ جوڑا مبارک کرے۔

شادی کی ضیافت کے بعد ایک بجے سکول چیپل میں نماز ہوئی۔ جس میں پادری سموئیل گھوس صاحب (ایس۔ پی۔ جی۔ مشن دہلی) نے وعظ کیا۔ لائق واعظ نے اِس آیت پر کہ مبارک ہو تم جو یہہ چیزیں دیکھتے ہو۔ کیونکہ بہت سے نبیوں اور بادشاہوں نے خواہش کی کہ دیکھیں۔ پر نہ دیکھا۔ اور جو تم سنتے ہو نہیں پر نہ سنا۔ طلباء کو بتایا کہ کس طرح سے تم مبارک ہو۔ امید ہے کہ یہہ وعظ پادری صاحب اپنے رسالہ مسیحی میں شائع کریں گے۔ نئے چیپل کی عمارت کے واسطے چندہ ہوا۔ جو قریب ۲۵ روپیہ کے ہوا۔

پھر سکول روم میں لڑکوں نے کھیل تماشے کئے۔ جن سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ افسوس کہ کرنیل ہچنسن صاحب کمشنر تشریف نہ لا سکے۔ اِس لئے مسز ہچنسن صاحبہ نے اپنے دست مبارک سے طلباء سکول کو انعام تقسیم فرمایا۔ پادری کارفیلڈ صاحب* پرنسپل سکول نے سکول کی رپورٹ سنائی۔ بعدہ بزرگوارم پادری ہچنسن صاحب نے تقریر کی۔ جو پرجوش تھی پھر جلسہ برخواست ہوا۔ شام کو ایک پرتکلف کھانا مہمانوں کو دیا گیا۔ آتشبازی اور روشنی بھی تھی۔ غرض کہ سب کچھ تسلی بخش ہوا۔

اس موقعہ پر مجھے اتنا افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ سب کچھ موجود ہے۔ سب درست ہے۔ لائق استاد اور پرنسپل موجود۔ مسیحی اپنے لڑکوں کو نہیں بھیجتے۔ طلباء کی تعداد کافی نہیں۔ اِس سے بہتر جگہ نہ سلوم پنجاب میں دینی اور دنیوی تعلیم کے واسطے کونسی ہے۔ غیر اقوام کس طرح علم میں ترقی کر رہی ہیں۔ تم کیوں پیچھے رہے جاتے ہو۔ ضرور لڑکوں کو یہاں بھیجو +

*نوٹ۔ آپ بٹالہ بیرنگ ہائی سکول کے اولڈ بوئز سے ایک قابل عزت اور لائق اصول پادری گھوس صاحب کے صاحبزادے فخر خاندان ہیں +

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

کلکتہ فروری ۲۴۔ قحط کا امدادی چندہ ۲۳۲۰۰۰۰ کی رقم تک پہنچگیا ہے۔ اس رقم میں دوبارہ یوکوہاما کا چندہ سلغی ۵۰۰۰ روپیہ اور ہانگ کانگ کا سلغی ۲۰۰۰۰ شامل ہیں۔

الہ آباد فروری ۲۴۔ کلکتہ کے امدادی چندہ کی کمیٹی کے چیرمین نے بذریعہ تار لندن کے لارڈ میئر گورنر جنرل کینڈا و دیگر صاحبان کی خدمت میں جنہوں نے ہندوستان کی اپیل پر فیضانہ سلوک کیا اکسیکیو ٹو کمیٹی کی جانب سے شکریہ کے اظہار بھیجے ہیں۔

بمبئی پریسیڈنسی کا امدادی چندہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ تک پہنچگیا ہے۔

کراچی فروری ۲۴۔ ۲۳ فروری کی دوپہر ۵۰ واردات ہوئی ہیں اور ۴۵ اموات مسلمانوں میں سے ۳۵ اور ہندوؤں میں سے ۱۰ موتیں ہوئی ہیں۔

بمبئی فروری ۲۵۔ کل وبا سے ۱۰۷ واردات اور ۹۷ اموات کی رپورٹ ہوئی ہے۔ کل واردات ۲۳۸۰ اور اموات ۲۱۹۸ ہوئی ہیں۔

لندن فروری ۲۵۔ طاقتہائے یورپ سلطان روم کو مطلع کریں گے کہ اُنہوں نے جزیرہ کریٹ کی از سر نو انتظام کرنے کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے۔

یہہ امید کیجاتی ہے کہ اُس صورت میں ترکی فوج اور افسر وہاں سے چلے جاوینگے۔

یونان سے بھی درخواست کیجاویگی کہ وہ جزیرہ کو خالی کر دیویں اور اپنے جنگی بیڑہ کو وہاں سے بلوالیں۔

لندن فروری ۲۶۔ کل رات ہوس آف لارڈز میں لارڈ سالسبری نے ایک مراسلہ پڑھا جو اُنہوں نے بیان کیا کہ کل کے روز یورپ کی مختلف پارلیمنٹوں کی خدمت میں انگلینڈ کی سرکار سے بھیجا گیا ہے۔

اِس میں انگلشیہ گورنمنٹ کی پالیسی بایں طور پر درج کی گئی ہے کہ کریٹ کو خود مختاری دیجاوے مگر وہ ترکی کی ریاست کا ایک حصہ بنا رہے اور کہ اگر ترکی اور یونان انکار کریں کہ ہم اپنی فوجوں کو جزیرہ کریٹ سے نہیں نکالتے تو طاقتہائے یورپ مجاز ہونگے کہ زبردستی سے انپر اس فیصلہ کی عملدرآمد کرائی جاوے۔

لارڈ سالسبری نے بیان کیا کہ مجھے یقین ہے کہ یہہ ہماری تجویز مختلف طاقتہائے کے خیالات کے مطابق ہے۔

یہہ بھی کہا کہ ترکی کے لئے ضروری نہ ہوگا کہ دفعتاً اپنی فوج کو وہاں سے نکال لیوے لیکن آخر کو ترکی کو یہہ کرنا پڑیگا سوائے فوج کے ایک چھوٹے سے دستہ کے جو وہاں پر سلطان کی حکومت کو ظاہر کرنے کے لئے وہاں قائم رہیگا۔

کراچی فروری ۲۵۔ ۲۴ تاریخ کے دوپہر تک ۴۳ واردات اور ۴۲ اموات ہوئیں کل ۱۸۷۱ واردات اور ۱۶۹۲ اموات۔

بمبئی فروری ۲۶۔ کل وبا سے ۱۱۴ واردات اور ۱۴۳ اموات ہوئیں۔

لندن فروری ۲۸۔ غالباً روس نے اور دکسی اور طاقت نے کوئی الٹیمیٹم پیش کیا ہے۔

لندن فروری ۲۸۔ خبر ہے کہ ایک چٹھی خدیو یونان کے پاس کل بھیجا جاوے گا جسکی رو سے یونان کو ۴ دن کی مہلت دیجاویگی کہ وہ کریٹ کو خالی کر دیوے۔

مقامات تیمو اور کینڈیا میں جمعہ اور ہفتہ کے روز چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی مسلمان کینڈیا میں باعث فساد تھے اور کریٹیوں نے رتمو میں حملہ شروع کیا۔ دونوں طرفوں سے بہت مجروح اور قتل ہوئے۔

کلکتہ مارچ ۱۔ انڈین ڈیلی نیوز لندن کی تاریوں شائع کرتا ہے کہ گریکو کریٹن معاملہ کمال کو پہنچگیا ہے اور کئی ایک ناگہاں معاملات وقوع میں آئے ہیں جن کے غور کے لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ کل کیبنٹ کا دفعتاً اجلاس ہو۔

تمام لبرل اخبار باستثناء ڈیلی کرانیکل کے یونانیوں کو صلاح دے رہے ہیں کہ طاقتہائے یورپ کے فیصلہ کو منظور کر لیویں۔

شاہ یونان نے اپنے والد کو تار دیا ہے کہ اُس کو اُس وقت تک آرام نہ آویگا جب تک وہ یونان اور کریٹ کا الحاق نہ دیکھے گا۔ اس فیصلہ کا یہہ نتیجہ ہوا ہے کہ یونانیوں کی فوج میں اندراجہ اور طلب کی گئی ہے۔

پونا فروری ۲۸۔ پونا شہر میں وبا کے بڑھنے سے بڑی چلبل مچ رہی ہے اور لوگ وہاں سے باہر نکلے جاتے ہیں۔

مسٹر میکورتھ یونگ صاحب نامزدہ لفٹنٹ گورنر پیر کے روز صبح کی ۴:۴۰ گاڑی پر لاہور وارد ہوگئے۔

ناروال کے بزرگ مشنری پادری بیٹمن صاحب ۱۰ تاریخ مارچ کو ولایت تشریف لے جاتے ہیں اُن کے بجائے پادری گک صاحب مشنری بٹالہ نارووال تشریف لے جاتے ہیں۔ تا صحت مزاج پادری لارنس صاحب بٹالہ کا چارج بھی اُن کے سپرد ہوگا۔

بٹالہ موسم اچھا ہے۔ صحت عمدہ۔ سردی کچھ کم ہوگئی تھی۔ مگر دو تین دن سے اُتر کی ہوا چلنے سے سردی پھر جوبن پر ہوگئی۔

میتھوڈسٹ لوگوں کا جلسہ لیگ بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوا۔ اس جلسے میں کئی ایک اچھے اخبار نویس شریک تھے۔ ایسے جلسوں کا ہونا مسیحوں کے لئے باعث فخر ہے۔

مضامین مفید المبتدئین

عزیز بچو

اس خط میں میں تمہیں ایک ملکہ کا حال بتاتی ہوں جو زمانہ قدیم میں سلیمان کے عہد میں ہو گذری ہے۔ ایک دفعہ فقیہوں فریسیوں نے یسوع سے ایک نشان مانگا کہ آیا تو ہی مسیح ہے۔ تو اُس نے انہیں کہا کہ دکھن کی ملکہ اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ عدالت کے دن اُٹھیگی اور انہیں گنہگار ٹھہرائیگی کیونکہ وہ زمین کے کنارے سے سلیمان کی حکمت سننے آئی۔ اور دیکھو یہاں ایک سلیمان سے بزرگ ہے صبا کی ملکہ کو سلیمان کی بابت جو کچھ اُس نے سنا تھا یقین کرنے کا آدھا بھی موقعہ نہ تھا جیسا کہ فقیہوں اور فریسیوں کو یسوع کے مان لینے میں تھا کہ یہی مسیح ہے ہمارے پاس مسیح پر ایمان لانے کے فقیہوں اور فریسیوں سے بھی بڑھکر دلائل ہیں۔ کیونکہ انجیل کے وعدے اٹھارہ سو سے زیادہ برسوں تک آزمائے جا چکے اور پورے نکلے ہیں۔ ہم صبا کی ملکہ سے بھی مسیح پر ایمان لانے کی بہت زیادہ وجوہات رکھتے ہیں۔ جیسا کہ وہ سلیمان کی بابت رکھتی تھی۔ سلیمان بڑا دانا اور دولتمند تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتا تھا کہ جو میرے پاس آوینگے میں انہیں بھی دانا اور دولتمند کر دونگا۔ وہ خود ایک عالیشان محل میں رہتا تھا۔ مگر اُس نے کبھی کسی اور کو جو اُس کے پاس گیا ہو اُس میں رہنے کی جگہ نہیں دی۔ اُس نے کبھی اپنا گنج دولت کسی دوسرے کو خوش کرنے کیلئے نہ دیا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ مسیح اگرچہ دولتمند تھا پھر ہماری خاطر وہ غریب بنا۔ اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں تمہارے لئے جگہ تیار کرنے جاتا ہوں اور تمہارے لئے جگہ تیار کرکے پھر تمہیں لینے آؤنگا کہ جہاں میں ہوں وہاں تم بھی ہو۔ صبا کی ملکہ بڑی دور سے سلیمان کو دیکھنے اور اُس سے حکمت کی باتیں سننے آئی۔ غالباً اُس کا سفر کوئی اڑھائی مہینے میں ختم ہوا۔ انجیل میں ہم پڑھتے ہیں۔ کہ دانا آدمی جو مشرق سے آئے تاکہ یہودیوں کے بادشاہ کو جو پیدا ہوا سجدہ کریں۔ وہ بھی صبا کی ملکہ کی مانند شاید اتنا ہی دور دراز اور تکلیف دہ سفر طے کرکے آئے۔ اگر سب لوگ دانا ہوتے تو اُن لوگوں سے بھی بڑے سفر جھیل کر مسیح کو پاتے اور اُس سے سیکھتے کہ وہی ہمارا نجات دہندہ ہے۔ پرانے زمانے میں ہمیں کوئی دور دراز کا سفر نہیں کرنا پڑتا۔ وہ کہتا ہے کہ یہاں ہے ایک جو سلیمان سے بڑا ہے۔ ہم اُسے یہ خط پڑھتے ہوئے پا سکتے ہیں۔ بائبل پڑھتے ہوئے پا سکتے ہیں اور دعا کے وقت پا سکتے ہیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کئی ایک ملک بہت ہیں جو مسیح کے پانے اور اُس کی بات سیکھنے سے سخت بے پرواہ ہیں۔ کیا تم نے اپنے دل کا دروازہ کھول دیا ہے تاکہ مسیح اُس میں داخل ہو؟ -

صبا کی ملکہ عمدہ سے عمدہ اور نہایت ہی قیمتی چیزیں جو اُسے اپنی سلطنت میں مل سکیں اور سونا بمعہ جواہرات سلیمان کے پاس لائی۔ اِسی طرح ہمیں بھی مسیح کے پاس کم قیمت چیزیں نہیں بلکہ نہایت عمدہ چیزیں جو ہمارے پاس موجود ہوں مسیح کی نذر کرنی چاہئیں۔ ہمیں بچپن کی خوش عمر میں بھی اُس کی خدمت شروع کر دینی چاہئے۔ اس بات کا خیال بھی نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ہماری چھوٹی چھوٹی نذروں کو قبول نہیں کریگا وہ تو صرف ہماری سب سے اچھی چیز مانگتا ہے خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ تمہیں یاد ہوگا کہ وہ اُس بیوہ کی چھدام سے کس قدر خوش ہوا تھا۔ بیشک وہ اُس پر دولتمندوں کی نذروں سے زیادہ خوش ہوا تھا کیونکہ اُس نے اپنا سب کچھ سامنے لا رکھا تھا۔ صبا کی ملکہ نے جو کچھ اُس کے دل میں تھا سب سلیمان سے عرض کیا۔ اِس طرح ہم بھی سب کچھ جو دل میں ہو مسیح کے حضور میں پیش کر دیں۔ اگرچہ سلیمان کو فرصت بہت کم تھی پھر بھی اُس نے ملکہ کے تمام سوالات توجہ سے سن کر سب کا پورا پورا اور دانائی سے جواب دیا۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنے تمام سوالات مسیح کی خدمت میں پیش کر دینے چاہئیں۔ کیا بہت سی چیزیں تمہارے دل کو مغموم نہیں کر دیتیں؟۔ تمہارا کام ہے کہ اِن باتوں کو مسیح کے پاس لے جاؤ۔ اُسے اِن کی طرف توجہ کرنے کی بہت محبت ہے۔ صبا کی ملکہ سلیمان کے پاس رہنے والوں اور اُس کے نوکروں کو خوش قسمت کہا کرتی تھی کیونکہ وہ اُس سے حکمت کی باتیں سنتے رہتے تھے۔ پر میرے نزدیک اُن سے بھی بڑھکر وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو اپنے تئیں ہر وقت مسیح کے سامنے کھڑا سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اُس کی مرضی کے مطابق کرنے کو تیار ہیں۔

بیشک نیک صحبت کا ملنا بڑی خوش قسمتی ہے اور نیک سے نیک صحبت جو انسان حاصل کر سکتا ہے مسیح کی صحبت ہے۔ مریم کی طرح ہمیں اُس کے پاس بیٹھکر سیکھنا چاہئے صبا کی ملکہ جس حالت میں یروشلم آئی تھی اُس سے زیادہ دولتمند۔ دانا اور خوش ہوکر واپس گئی۔ سلیمان نے اُسے جو کچھ اُس نے مانگا دیا۔ جو ہمیں ضرورت ہے مسیح ہمیں دیگا۔ وہ ہم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تو مرنے تک ایماندار رہ اور میں تجھے زندگی کا تاج دونگا ✦

پیارے بچو! کیا تم خداوند یسوع مسیح سے محبت رکھتے ہو!

وہ تو تمہیں بہت چاہتا ہے۔ اُسنے تمہیں اتنا پیار کیا کہ تمہارے بچانے کیلئے اپنی جان تک دیدی اور تمہارے گناہوں کی معافی کیلئے خود سزا اٹھائی۔ وہ تم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ ہر دم تمہاری ہی بابت سوچ و فکر کرتا ہے وہ خود کہتا ہے: "میں نے بڑے ابدی عشق سے تجھے پیار کیا۔" (یرمیاہ ۳:۳۱)۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمہیں شروع سے پیار کرتا ہے اور آخر تک پیار کرتا رہیگا۔ (یوحنا ۱:۱۳) دیکھنا! یہ کیسی عجیب محبت ہے! پیارے بچو! اب بھی وہی مسیح تم سے ایک سادہ سوال پوچھتا ہے "کیا تو مجھے پیار کرتا ہے؟" کیا تم اس کا جواب "ہاں" دوگے۔ یا۔ نہیں ✦

دی انڈین کرسچینس مشن*

یعنے ہندوستانی مسیحوں کی کلیسیائیں

ہمیں آپکے ۵ تاریخ فروری ۱۸۹۶ء کے اخبار کے پڑھنے سے نہایت افسوس ہوا کہ کیسے ناواقفی کی حالت پادری جی آئی اسمتھ - اور ایف ڈبلیو تامس صاحبان نے اپنے اشتہار کے ذریعے عوام الناس کے دلوں میں اس مشن کیطرف غلط و فاسد خیال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے - ان پادری صاحبان نے یہہ سنکر کہ بھائی چھنی لال شاہ جو مرحوم پادری گلزار شاہ کے بھتیجا ہیں - نی اکال کالکا میں انجیل کی بشارت دیتے ہیں - اور یہہ بھی کہ ایک انڈین کرسچن مشن کالکا میں ایجاد ہوا انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اور اس خیال سے کہ ہمارے مشن کے برخلاف ہے - ایک اشتہار اخبار میں شایع کروا دیا - شاید اگر وے ایک ذرہ بھی کوشش کرتے اسبات کی تحقیقات میں کہ یہہ انڈین کرسچنس مشن کیا ہے - تو ہمیں یقین کامل ہے کہ یہہ اشتہار ہرگز نہ چھپواتے اس لئے ہم نے واجب و ضروری سمجھا کہ یہہ چند سطریں اس بارہ میں کہ انڈین کرسچنس مشن کیا ہے آپکے اخبار میں شایع کروا دیں - تاکہ شاید عوام الناس کے دلوں پر جو غلط خیالات پادری صاحبان کے اشتہار سے پیدا ہوئے ہوں اُس سے دور ہو جاویں چند مسیحی بھائی جنہوں نے سیلف سپورٹنگ Self supporting کلیسیا کی بابت بہت کچھ نصیحتیں سنکر اور اپنے وطن کیلئے اپنی رائے سے واقف ہوکر ایک جلسہ کالکا میں کیا جو کہ اس ایک چھوٹے سے جلسے میں چند باتیں قرار پائیں

(۱) کہ یہہ کلیسیا انڈین کرسچنس مشن یعنے ہندوستانی مسیحوں کی کلیسیا کہلاویگی -

(۲) کہ یہہ کلیسیا بالکل انڈی نومی نیشنل (Undenominational) ہوگی - اسمیں ہند کے سب حصوں کے مسیحی جو ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے جلال کے خیر منداں میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ کوئی فرقے کے کیوں نہ ہوں -

(۳) کہ اس کلیسیا کی خاص غرض یہہ ہے کہ کسی غیر ملک کے مشن سے تعلق نہ رکھے - اور اُسکا تمام کام اُن ہندوستانی مسیحی بھائیوں کی مدد سے جو ہندوستانکو اپنا وطن سمجھتے ہیں اور اپنے ملک میں خداوند مسیح کے جلال کو پھیلانا چاہتے ہیں پورا کیجائیگی اور غیر ملکوں کے مسیحیوں سے جو اس مشن کے خیرخواہ ہیں -

(۴) کہ اس کلیسیا کے ہر ایک ممبر پر فرض یہہ ہوگا کہ خداوند کیواسطے کچھ کام کرے خواہ وہ دینی یا دنیوی خدمت میں ہو - آیا کلام کی بشارت دینے کا یا بیمار پرسی کا یا کتاب اور پرچوں کی تقسیم اور فروخت کرنے کا وغیرہ جیسا کہ رسول فرماتا ہے (۱ قرنتی ۹ باب) آسلئے کہ اگر میں انجیل کی خبر دوں تو کچھ میرا فخر نہیں کیونکہ مجھے ضرورت پڑی ہے بلکہ مجھپر واویلا ہے کہ اگر میں انجیل کی خبر نہ دوں" اور یہہ بھی کہ ہر سہ ماہی سکرٹری صاحب کے پاس رپورٹ بھیجا کریں +

(۵) کہ ایک جنرل میٹنگ یا میلا ہر سال کالکا میں یا کسی اور جگہ میں جہاں اس کلیسیا کے شرکا واجب ٹھہراویں ہوا کریگی - اور اُس میں اس کلیسیا کی کارروائی کی رپورٹ سنائی جاوے گی -

(۶) کہ ہر سال اس میٹنگ میں ایک کمیٹی آف مینیجمنٹ (Committee of Management) یعنے کارروائی کی کمیٹی مقرر کیجاویگی جسمیں ایک میر مجلس ایک نائب ایک خزانچی ایک سکرٹری اور سہ شرکا شامل ہونگے -

(۷) کہ سال رواں کیواسطے بھائی ایس ای شاہ سکرٹری و خزانچی مقرر ہوویں اور سب امداد و رپورٹ شرکا اُن کے پاس بھیجیں -

(۸) کہ کارروائی کی کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ ضرورت کے موافق پاسٹر پریچر و ٹیچر وغیرہ رکھیں - مگر جہانتک ہو ان کاموں کی ایجاد کرنے والوں کو ہمت و مدد دیجاوے - اگر کوئی صاحبان اس میں کوئی غلطی معلوم کریں تو براہ مہربانی آگاہی بخشیں - اب عوام الناس کو اس سے صاف معلوم ہو جاویگا کہ انڈین کرسچنس مشن کیا ہے - اور یہہ بھی ظاہر ہوگا کہ یہہ اس امر کی کوشش ہے کہ ہندوستان کے مسیحیوں کو اپنے ملک کی نجات کے کام کے واسطے ایک کریں اور ایک خالص ہندوستانی کلیسیا کی بنیاد ہو جاوے یہہ ہماری خاص دعا خداوند مسیح سے ہے کہ وہ ہند کے مسیحیوں میں اپنے پاک روح کی روشنی ڈالے تاکہ وے اپنے فرائض اور حقوق کو بخوبی معلوم کر لیویں اگرچہ ہم جو بہو دیں اور زر سے مدد نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہم یقیناً ایک دوسرے کو ہمت دلا سکتے - اور ہمسایوں کو جو اب تک تاریکی میں ہیں مسیح کی جلال والی انجیل کی روشنی سے روشن کر سکتے ہیں اور اسی طرح سے ایک دوسرے کی ہر بھی مدد کر سکتے ہیں خدا کرے کہ تمام ہندوستانی مسیحی اس جماعت کے شریک ہوویں اور جیسا اسکا نام دیا گیا ہے ہندوستانی مسیحوں کی کلیسیا ویسا ہی ہووے

(آمین)　　(از طرف درد ہندوستانی مسیحی)

نوٹ - ہمنے گذشتہ پرچہ میں ایک اشتہار منجانب پادری صاحبان سمتھ و تامس متعلقہ سیف مشن سوسائٹی درج کیا تھا اب ہمارے پاس اسکے جواب میں دی انڈین کرسچنس مشن کالکا والوں کی جانب سے یہہ تحریر پہنچی ہے - ہم اسکو محض اس غرض سے کہ طرفین کی اپنی اپنی مطلب کا پتہ ہو صرف ایکہی مرتبہ درج اخبار کرتے ہیں - 　ایڈیٹر -

پادری ایف - ایچ - یوونگ صاحب ایڈیٹر ان چیف و منیجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم والی کے اہتمام سے چھاپا